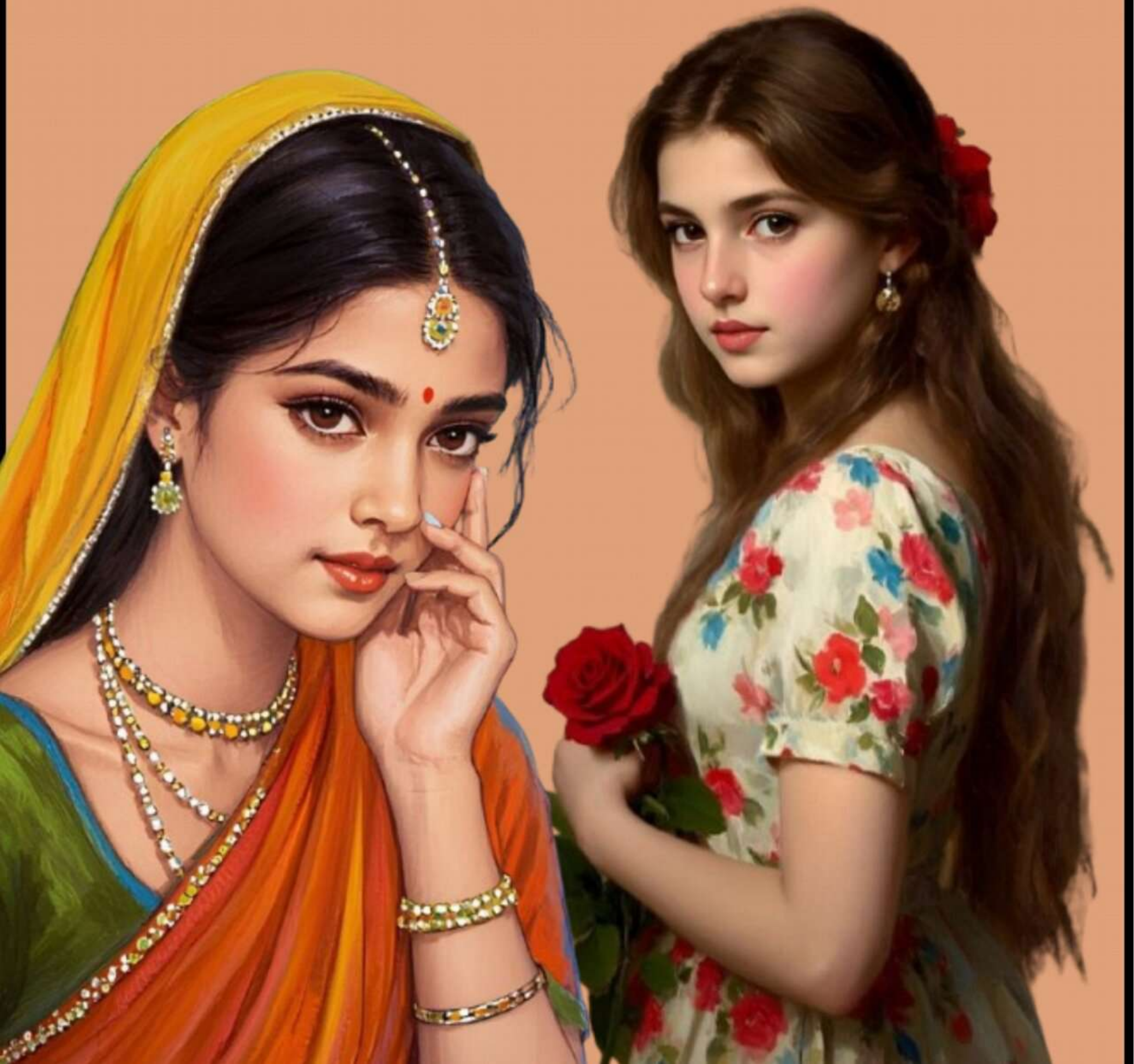
عمران سیریز

ریڈ سن



عمران سیریز

ریڈسن

نورین خان

عمران سیریز ناول ریڈسن
ازقلم۔ نورین خان پشاور

اسلام آباد کی صبح آج خاصی دلکش تھی۔
سورج نے افق کے کنارے سے آہستہ آہستہ جھانکنا شروع کیا تو اس کی نرم گرم سنہری کرنیں پورے شہر پر بکھر گئیں۔
نیلا آسمان بادلوں کی موجودگی سے خالی تھا گویا، جیسے قدرت نے آج کا دن خاص طور پر چمکدار اور صاف رکھ چھوڑا ہو آسمان صاف ستھرا اور شفاف تھا۔
مارگلہ کی پہاڑیاں سبز چادر اوڑھے چپ چاپ کھڑی تھیں، ان کے دامن میں پانی کیطرح بہتی ہلکی نرم و ملائم ہوا خوشبو بکھیرتی جا رہی تھی۔
درختوں کی شاخیں ہلکی ہلکی ہوا سے جھومتی ہوئی جیسے سورج کو سلام کر رہی ہوں۔
پرندے اپنے گھونسلوں سے نکل کر چہچہانے لگے تھے، اور ان کی سریلی آوازیں فضا میں موسیقی گھول رہی تھیں۔
سڑکوں پر گاڑیوں کا شور معمول کے مطابق تھا، لیکن اس سب کے بیچ بھی قدرت کا حسن غالب تھا۔
دفاتر، بازار، اور چائے کے ہوٹلوں میں لوگوں کی گہما گہمی نظر آ رہی تھی۔
کچھ چہروں پر نیند کی بقیہ جھلک، کچھ پر کام کی سنجیدگی اور کچھ پر نئے دن کی خوشی نمایاں تھی۔
بچے اسکول یونیفارم میں، ہاتھوں میں بستے تھامے تیزی سے قدم بڑھاتے دکھائی دیے، جب کہ والدین ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔
پارکوں میں صبح کی سیر کرنے والے افراد خوش دلی سے باتیں کرتے، ہنستے، اور تر و تازہ چہروں کے ساتھ زندگی کا شکر ادا کرتے نظر آ رہے تھے۔
سب کچھ پرسکون، شفاف اور پرامید محسوس ہو رہا تھا۔
گویا فطرت خود انسانوں کو دعوت دے رہی ہو کہ آج کے دن کو با مقصد، خوبصورت اور خوشی سے بھرپور بنائیں۔
جبکہ دوسری طرف اسلام آباد کی ہلکی دھوپ آہستہ آہستہ سراغرسانی ڈیپارٹمنٹ کی کھڑکیوں سے اندر جھانک رہی تھی۔
باہر کا موسم خوشگوار تھا، پرندے چہک رہے تھے، اور اندر، جہاں ملک کی سب سے بڑی خفیہ ایجنسی کے اہم ترین افراد موجود تھے، ماحول یکسر مختلف تھا۔
دفتر کی ایک کرسی پر ایک خاص انداز میں بیٹھا آدمی چائے کی چسکیاں لے رہا تھا۔
میز پر اخبارات بکھرے ہوئے تھے، چائے کی پیالی کے ساتھ پراٹھے کی خوشبو ابھی تک کمرے میں بسی ہوئی تھی۔ یہ عمران تھا۔
اسی لمحے دروازہ کھلا اور فیاض، سراغرسانی ڈیپارٹمنٹ کا سخت گیر سپرنٹنڈنٹ، کمرے میں داخل ہوا۔
ہاتھ میں کچھ فائلیں تھیں اور چہرے پر حسبِ معمول سنجیدگی۔
عمران! یہ فائلز تمہارے لیے ہیں۔فوراً دیکھو۔ کافرستان کچھ نیا کر رہا ہے۔
یہ وقت مذاق کا نہیں۔
عمران نے بغور فیاض کو دیکھا، چائے کی ایک چسکی لی اور بولا، واقعی؟ تو کیا تم نے اُسے گولی ماردی؟
فیاض بھنویں سکیڑتے ہوئے: کِسے؟
عمران (آہ بھرتے ہوئے): وقت کو.....تم نے کہا تھا، وقت کم ہے۔

وقت سے وقت کی کیا شکایت کریں،
وقت ہی نہ رہا وقت کی بات ہے
اُس نے دیکھا مجھے، اُس نے چاہا مجھے،
اُس نے ٹھکرا دیا، وقت کی بات ہے
کوئی مشکل پڑی، کوئی کام آ گیا،
ذہن میں اُس کے جو میرا نام آ گیا
بعد مدّت کے وہ دوستوں کی طرح،
ہم سے ہنس کر ملا وقت کی بات ہے
زندگی ہم سے انجان تو ہوگئی،
ایک رشتے کی پہچان تو ہوگئی
کوئی چاہت نہ تھی بس مروّت تھی وہ،
خود کو سمجھا لیا وقت کی بات ہے

فیاض نے فائل میز پر پٹخ دی: تم کبھی سنجیدہ نہیں ہو سکتے؟
عمران نے پرسکون انداز میں جواب دیا، جب تک تم جیسے لوگ سنجیدگی کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہو، مجھے ضرورت نہیں۔
لہذا مجھے ایسے ہی رہنے دو۔
نہیں، میں سنجیدہ نہیں ہو سکتا بھی
جب دنیا ذمہ داریوں کے بوجھ تلے دب رہی ہو، چہرے سنجیدگی کی نقاب میں چھپ جائیں،
تب بھی میرا دل چاہتا ہے کہ ہنسوں، مذاق کروں، زندگی کے ہر لمحے کو کھیل سمجھوں۔
سنجیدگی میرے مزاج سے میل نہیں کھاتی؛ یہ تو ایک زنجیر ہے جو خیال کو قید کر دیتی ہے۔
میں تو وہ پرندہ ہوں جو قہقہوں کے پروں پر اُڑتا ہے، جو ہر سنجیدہ بات میں بھی کوئی نہ کوئی بے وقوفی نکال لیتا ہے،
کیونکہ یہی میرا انداز ہے، یہی میری اصل۔
اتنے میں دروازہ ایک بار پھر کھلا اور صفدر اندر داخل ہوا، ہاتھ میں تازہ اخبار لیے، چہرے پر حسبِ روایت مسکراہٹ۔
اوہ، لگتا ہے تم دونوں پھر سے صبح کی قوالی شروع کر چکے ہو؟ سر سلطان بار بار بلا چکے ہیں۔ تمہاری چائے ختم ہوئی ہو تو چلو۔
بالکل ٹھیک کہا صفدر پیارے۔
فیاض نے غصے سے عمران کو دیکھا: یہ کافرستان معمولی دشمن نہیں......اور تم یہاں قہقہے لگا رہے ہو۔
عمران (چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے): تو کیا میں زار زار رونا شروع کر دوں؟ چائے ختم ہو گئی ہے، اب تمہاری بات سننے کا وقت ہے۔
چلو، چلتے ہیں۔
یہ زار زار رونا کیا ہوتا ہے؟
بلکہ زار و قطار رونا ہوتا ہے فیاض نے کہا۔
جو بھی ہے چلو نکلتے ہیں سب۔

کانفرنس روم میں سر سلطان، وزیر خارجہ کے سیکرٹری، جولیا، کیپٹن شکیل، کیپٹن صفدر اور چند دیگر اہلکار جمع تھے۔

سر سلطان کے ہاتھ میں ایک خفیہ فائل تھی، جس پر سرخ دائرہ بنا ہوا تھا۔

سر سلطان نے گمبھیر لہجے میں کہا: یہ ہے ہمارا نیا مشن۔ آپریشن ریڈ سن۔

سیکرٹری وزیر خارجہ بولے، کافرستان نے شمالی سرحد کے قریب ایک خفیہ لیبارٹری قائم کی ہے۔

ہمارے ذرائع کے مطابق، وہ سورج کی شعاعوں پر قابو پانے کا تجربہ کر رہے ہیں۔

اگر وہ کامیاب ہو گئے، تو پاکیشیا سمیت پورا خطہ ایک غیر مرئی روشنی سے جھلس سکتا ہے۔

عمران نے زیرِلب مسکرا کر کہا، واہ! اب سن بلاک بھی اُن سے لینا پڑے گا؟

سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا، عمران! یہ مذاق کا وقت نہیں۔

شکیل نے نقشہ کھولا اور بتایا: ریڈ سن لیبارٹری نُور گڑھ کے برفیلے پہاڑوں میں واقع ہے، جو کافرستان کا انتہائی خفیہ اور حساس علاقہ ہے۔

جولیا نے کہا، یہ علاقہ عام شہریوں کے لیے بند ہے۔ وہاں صرف فوج، سائنس دان اور مخصوص سیکیورٹی اہلکار جا سکتے ہیں۔

عمران نے آہستہ سے کہا، نُور گڑھ میں اندھیرا پھیلانے کی تیاری ہو رہی ہے...... سرخ سورج کے سائے میں۔

اسی رات، عمران اپنے بنگلے میں پہنچ چکا تھا۔ سلیمان، اُس کا مخلص اور چالاک باورچی، ناشتہ تیار کر رہا تھا۔

صاحب! پراٹھا تیار ہے۔ لیکن آپ کے چہرے پر سنجیدگی نظر آ رہی ہے۔ سب خیریت ہے؟

عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا، سلیمان، تم نے کبھی اندھیرا چمکتے سورج میں دیکھا ہے؟

سلیمان نے الجھن سے سر ہلایا: نہیں صاحب، اندھیرا تو رات میں ہوتا ہے۔

کافرستان والے دن کو رات بنانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے انھیں نہ روکا، تو یہ سورج ہماری زمین کے لیے زہر بن جائے گا۔

سلیمان نے چمچ میز پر رکھتے ہوئے کہا، سر، یہ چمچ میں نے دعا کے ساتھ رکھا ہے۔ دشمن کے دل میں لگے، چاہے چائے میں نہ لگے۔

نُور گڑھ کے برفیلے علاقے میں پہنچتے ہی ٹیم نے ایک خفیہ بنکر میں قیام کیا۔

عمران نے ایک بلند مقام سے نیچے کے علاقے کا جائزہ لیا۔ اچانک اُس کی نظر ایک سفید کوٹ میں ملبوس عورت پر پڑی نیلی آنکھیں، سنہری بال، اور ہاتھ میں سرخ دھاگہ۔

جولیا نے سرگوشی میں کہا، یہ ہے ڈاکٹر نازنین۔ ریڈ سن لیبارٹری کی چیف سائنٹسٹ۔ نہایت ذہین، مگر کافرستان کے لیے خطرناک حد تک وفادار۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا، نازنین...... نام بھی خوب ہے، کام بھی کیا خوب ہوگا۔

فیاض نے گھورتے ہوئے کہا، اب یہ وقت بھی مذاق کا ہے؟

نہیں سوپر فیاض یہ مذاق نہیں۔

عمران نے سنجیدگی سے کہا، فیاض...... جب دشمن ہنسنے نہ دے، تو ہنسنا سب سے بڑا ہتھیار ہوتا ہے۔

برفانی ہوا کی سنسناہٹ پہاڑوں سے ٹکرا کر چیخ رہی تھی۔

نیچے گہری وادی میں سائے رقصاں تھے۔

ان سائے دار پہاڑوں کے نیچے، زمین کی گہرائی میں، کافرستان کی سب سے خفیہ لیبارٹری موجود تھی جو کہ ریڈسن پروجیکٹ کا خفیہ مرکز تھا۔

یہاں نہ موبائل سگنل آتے تھے، نہ مصنوعی سیارے دیکھ پاتے تھے۔

صرف خاموشی تھی، اور اس خاموشی کے پیچھے چھپا تھا ایسا راز، جو پوری دنیا کا توازن بگاڑ سکتا تھا۔

ڈاکٹر نازنین سفید لیب کوٹ میں ملبوس، بڑی اسکرین کے سامنے کھڑی تھی۔

اس کے عقب میں دو نقاب پوش موجود تھے جنرل باروخ اور پروفیسر کریموف، جو ریڈسن ٹیکنالوجی کے بانی حاضر دماغ سائنسدان تھے۔

پروجیکٹ ریڈسن 94 فیصد مکمل ہو چکا ہے، نازنین نے باوقار اور مطمئن لہجے میں کہا۔

جنرل باروخ نے سرد آواز میں پوچھا، اور باقی 6 فیصد؟

جنرل باروخ کا چہرہ مکمل سپاٹ اور کسی تاثر اور جذبات سے عاری تھا۔

یہ عمران کون ہے جنرل باروخ؟

یہ بظاہر احمق مگر انتہائی شاطر اور سفاک بندہ ہے دنیا کا کوئی جاسوس اس سے آج تک نہیں جیت سکا۔ گمنام سپاہی ہے۔

اور ہمارے اس مشن کا کیا ہوگا؟

وہ مکمل ہوگا، اگر عمران کو راستے سے ہٹا دیا جائے۔ وہ ہماری پیشرفت کا سب سے بڑا خطرہ بن چکا ہے۔

ادھر عمران اور ٹیم ایک پرانی غار نما پناہ گاہ میں جمع تھے، جو نُور گڑھ کے بالکل سامنے واقع تھی۔

شکیل نے زمین پر لیبارٹری کا 3D نقشہ پھیلایا: یہ ہے ان کا اندرونی نظام۔

سات سطحیں ہیں، ہر سطح پر بایومیٹرک لاک، اور ہر لاک کے پیچھے موت چھپی ہے۔

صفدر بولا، اور ہماری موت کہاں چھپی ہے؟

تاکہ اسے سلام کر سکیں؟

عمران نے چائے کی چسکی لی اور کہا، سلیمان، ہمیں ایسی چائے پلاؤ جو دشمن کے لاک بھی کھول دے۔

سلیمان نے چمچ گھماتے ہوئے کہا، سر، آج کی چائے میں زعفران ہے، دل کھل جائے گا، شاید دروازے بھی کھل جائے۔

شاباش آغا سلیمان پیارے۔۔

جولیا نے پلان بتایا: ہم تین ٹیموں میں تقسیم ہوں گے۔

عمران اور میں مرکزی کمرے تک پہنچیں گے۔ صفدر اور شکیل الیکٹریکل سیکشن کو جام کریں گے۔ فیاض، تم باہر کے گارڈز کو سنبھالو۔

فیاض نے سختی سے کہا، اگر کوئی مارا گیا، تو ذمہ داری کس کی ہوگی؟

عمران نے مسکرا کر جواب دیا، جس کی چائے ٹھنڈی ہوگئی، وہی قصوروار ہوگا۔

ویسے کوئی نہیں مرے گا سوپر فیاض ابھی تم اپنے پوتے پوتیوں کی شادی بھی دیکھو گے۔

اچھا چلو آگے چلتے ہیں مگر احتیاط سے۔

رات کے 2 بجے ٹیم نے حرکت کی۔ برفانی راستوں پر خاموشی سے رینگتے ہوئے وہ لیبارٹری کی بیرونی دیوار تک پہنچے۔

شکیل نے چھوٹا سا مقناطیسی ڈیوائس نصب کیا، جس سے ایک پوشیدہ دروازہ کھل گیا۔

اندر اندھیرا تھا، پر ہر دیوار پر سرخ روشنی جھلملا رہی تھی۔ کیمرے حرکت میں تھے۔

جولیا نے عمران کو کان میں کہا، ہمیں صرف 7 منٹ ہیں۔ اس کے بعد نازنین کا سکیورٹی سسٹم دوبارہ ایکٹیویٹ ہو جائے گا۔

دوسری طرف صفدر نے گارڈز کو خاص دھواں بم سے پہلے اندھا کیا اور شکیل نے برقی نظام کو مکمل جام کر دیا۔

عمران اور جولیا ایک فولادی دروازے کے سامنے پہنچے۔ اندر ڈاکٹر نازنین موجود تھی۔

عمران نے دروازے کے پینل پر چپ لگا کر نظام ہیک کیا۔

اندر داخل ہوتے ہی ڈاکٹر نازنین مڑی اور مسکرا دی۔

تو تم پہنچ ہی گئے، عمران۔ میں جانتی تھی۔ تم چائے پیتے ہو، مگر وقت ضائع نہیں کرتے۔

عمران: اور تم وہ ہو جو سائنس کے نام پر سورج جلانے نکلی ہو۔

نازنین: میں وہ ہوں جو دنیا کو روشنی سے ڈھکنا چاہتی ہے تم مجھے اندھیرے میں رکھنے آئے ہو۔

عین اسی لمحے دیوار سے چھوٹے سے اسپیکر پر آواز آئی:

عمران، اگر تم نے آگے قدم بڑھایا، تو تمہاری ٹیم کو ہم جلا دیں گے۔

یہ جنرل باروخ تھا۔

دھماکہ ہوا۔ شکیل زخمی ہوا۔ صفدر کو گرفتار کر لیا گیا۔

فیاض کو باہر سے واپس بلایا گیا۔

جولیا پر بندوق تان لی گئی۔ عمران نے خود کو نازنین کے حوالے کر دیا تا کہ باقی بچ جائیں۔

مجھے تو بڑی تسلیاں دے رہا تھا کم بخت مگر دیکھو ہم اب پکڑے گئے فیاض دل ہی دل میں بڑبڑا رہا تھا۔

عمران کو ایک خفیہ اسٹیل سیل میں قید کر دیا گیا۔ نازنین روز آتی، سوال کرتی، طنز کرتی، اور عمران صرف ایک بات کہتا:

جب سورج کو قید کرو گے،

وہ چائے کی بھاپ بن جائے گا۔

نازنین ہنستی: تمہارے مذاق بھی ہتھیار ہیں؟

بالکل تمھاری طرح۔

عمران: نہیں...... ہتھیاروں کے بغیر مذاق کرنا بھی اصل جیت ہے۔

دوسری طرف، جولیا نے چھپ کر شکیل کی مدد سے سیل کے سسٹم میں وائرس داخل کر دیا۔

ادھر سلیمان، جو عقبی دروازے سے نکل چکا تھا،

مقامی خانہ بدوشوں کے پاس جا پہنچا۔ ان کو پراٹھا اور کھانے پینے کی چیزیں دی، اور ان کا دل جیت کر معلومات حاصل کیں۔

اگلی رات، وہ قلعہ کے خفیہ چائے خانے میں داخل ہوا، اور گارڈز کو پراٹھا کھلا کر بے ہوش کر دیا۔

یہی موقع تھا بغاوت شروع ہوئی۔

سلیمان، جولیا، اور فیاض نے اندر سے نظام جام کر دیا۔ عمران کو آزاد کیا گیا۔

لیکن جیسے ہی وہ بھاگنے لگے، ڈاکٹر نازنین نے ایک بٹن دبا دیا:

اب بہت دیر ہو چکی ہے، عمران...... ریڈسن آن ہو چکا ہے۔ اب روشنی نہیں بچے گی، صرف راکھ!

عمران نے سنجیدگی سے کہا، تو اب وقت ہے چمچ کو شمشیر بنانے کا۔

☐ مقام: ریڈسن کنٹرول روم، نُور گڑھ وقت: صبح 4:03 کنٹرول روم کی بڑی شیشے کی دیوار کے پار،

آسمان پر سورج کی پہلی کرن نمودار ہو رہی تھی مگر یہ سورج نارنجی یا زرد نہیں تھا۔ یہ خالص سرخ تھا...... خطرناک حد تک سرخ۔

ڈاکٹر نازنین نے لیب کی اسکرین پر نظریں گاڑے رکھیں۔ اُس کے چہرے پر عجیب سکون تھا جیسے ایک پینٹر نے اپنا شاہکار مکمل کر لیا ہو۔

اب دنیا کچھ اور دیکھے گی، عمران۔ یہ تمھارا سورج نہیں...... یہ ریڈسن ہے۔

عمران، جولیا، فیاض، صفدر، شکیل اور سلیمان کنٹرول روم کی طرف تیزی سے بڑھ رہے تھے۔

راستے میں کئی نقاب پوش بدمعاش مزاحمت کر رہے تھے، لیکن جولیا اور صفدر اُنہیں چالاکی اور

طاقت سے پسپا کر رہے تھے۔

سلیمان نے عمران کو چائے کی چھوٹی فلاسکی دی: سر، آخری چسکی لے لیں......شاید فیصلہ کڑوا ہو۔

عمران نے چسکی لی اور کہا: فیصلہ وہی ہوتا ہے جو دشمن کو گرم کر دے اور اپنے لوگوں کو ٹھنڈا۔

یہ تم لوگ یہاں چائے پی رہے ہو؟

یا دشمن کیساتھ لڑ رہے ہو؟

تمھیں کیا ضرورت تھی سلیمان یہاں آنے کی؟

دیکھو سوپر فیاض اگر آغا سلیمان نہ آتا تو ہم آزاد کیسے ہوتے گدھے کہی کے؟

کنٹرول روم کا دروازہ زوردار دھماکے سے کھولا گیا۔ اندر ڈاکٹر نازنین، جنرل باروخ اور چند سائنسدان موجود تھے۔

عمران نے سیدھا نازنین کی آنکھوں میں دیکھا: بس بہت ہو گیا۔ تم سورج سے کھیل رہی ہو، زمین کو جلا رہی ہو۔

نازنین: یہ زمین ہماری مرضی سے جیے گی۔ اندھیروں میں ڈوبی قومیں، سورج کے خوف سے جھکیں گی۔

بکواس بند کرو ناگن۔۔

ناگن نہیں میرا نام نازنین ہے۔

شکیل نے پیچھے سے چیخ کر کہا: پروجیکٹ کو بند کرنے کے لیے صرف ایک کوڈ ہے، عمران......

وہ صرف نازنین کے آئیریس اسکین سے فعال ہوتا ہے۔

عمران آہستہ سے بولا: تو تمھیں قائل کرنا ہوگا...... یا مجبور۔

کیا مطلب ہے تمھارا احمق لڑکے؟

عمران نے نرمی سے کہا: نازنین، تم سائنسدان ہو، قاتل نہیں۔ تمھارا دماغ اتنا قیمتی ہے، تمہیں راکھ کے ڈھیر پر تاج نہیں پہننا چاہیے۔

نازنین ہنسی، مگر پھر خاموش ہو گئی۔ اچانک، اُس کے چہرے پر لرزش آئی۔

جولیا آگے بڑھی: ہم دشمن تھے، ہیں......شاید رہیں، لیکن تمھاری تحقیق صرف تب باقی رہے گی جب زمین بچے گی۔

نازنین کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔ اُس نے آہستہ سے کہا:

تم نہیں جانتے......میری بہن اُس حادثے میں مری تھی، جس کی وجہ سورج کی شعاعیں تھی۔

میں چاہتی تھی کہ ایسا دوبارہ نہ ہو......

پر میں انتقام میں اندھی ہوگئی۔

عمران نے ہاتھ بڑھایا: اب بھی وقت ہے۔

نازنین نے قدم آگے بڑھایا۔آئیریس اسکینر کے سامنے جھکی......اور سسٹم نے تصدیق دی:

Authorization Accepted. Red Sun Shutdown in Progress.”“

جنرل باروخ نے غصے میں بندوق اٹھائی

لیکن صفدر نے اُسے کندھے سے دبوچ لیا۔

شکیل نے کمپیوٹر پر فائنل کمانڈ دی۔ باہر آسمان کا رنگ بدلنے لگا۔سرخی مدھم ہوکر نارنجی ہوئی......پھر دھیرے دھیرے سنہری روشنی نمودار ہوئی۔

سب باہر نکلے۔ برف پر دھوپ چمک رہی تھی۔سلیمان نے سب کو چائے دی۔

فیاض نے عمران سے کہا: یہ سب تمھاری مزاحمت اور بروقت فیصلے کی وجہ سے ہوا۔۔۔۔اور سلیمان کی چائے کی وجہ سے ممکن ہوا۔

سلیمان نے پیچھے سے کہا۔

عمران نے آسمان کی طرف دیکھا: یہ سورج اب ہم سب کا ہے......نہ سرخ، نہ زرد......

ٹیم وطن واپس لوٹی۔ ریڈ سن پروجیکٹ کی باقی فائلیں ضبط کی گئیں۔کافرستان کی حکومت نے

عالمی معاہدے پر دستخط کیے۔

سرسلطان نے عمران سے کہا:

عمران،تم نے جو جیتا، وہ صرف ایک جنگ نہیں تھی......وہ انسانیت کا وقار تھا۔

عمران نے آخری چائے کی چسکی لی......اور بولا:

وقار ہمیشہ وہ جیتتا ہے جو ذائقہ بنائے، زہر نہیں۔

□ ناول ختم ہوا۔